

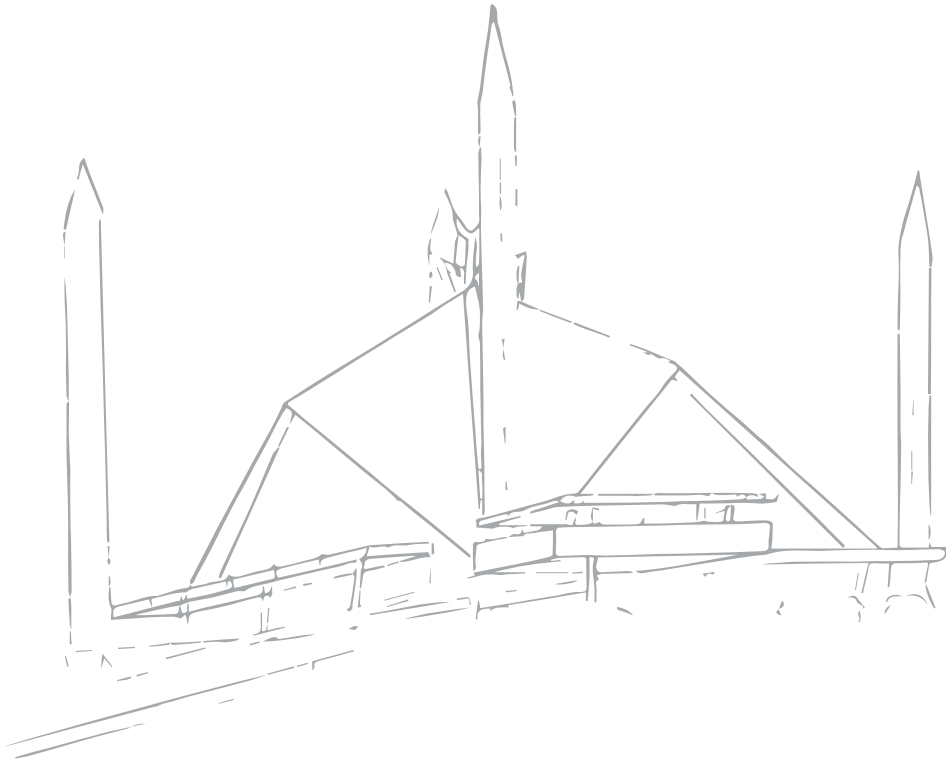


ISSN 1992-5018

ISLAMABAD LAW REVIEW

*Quarterly Research Journal of Faculty of Shariah &
Law, International Islamic University, Islamabad*

Volume 3, Number 3&4, Autumn/Winter, 2019



انسانی اعضا کی پیوند کاری: رائج الوقت قوانین، اسلامی نظریاتی کونسل اور معاصر فقہی اداروں کی سفارشات کا تقابلی جائزہ

غلام دستگیر شاہین *

عبدالرشید **

Abstract

This paper discusses the issues related to transplantation. In the beginning it gives the meaning and various kinds of transplantation, then, presents the views of several religious scholars. Thereafter, the paper sheds light on the Fatwā issued by Islamic Fiqh Academy, Jeddah and evaluated it critically. Somilarly, it discusses the views forwarded by the Fiqh Acadmey, Idnia. After having been discussed the issue in the light of certain international institutions, the paper talks about it in the light of recomndations given by the Council of Islamic Idealog, Pakistan in alitically as well as critically. The last portion of this paper has been devoted to discuss the current law of Pakistan in this regard.

تعارف

”انسانی اعضا کی پیوند کاری“ سے مراد کسی زندہ یا مردہ انسان کا عضو کسی دوسرے شخص کے جسم میں لگانا۔ یہ موضوع اسلامی نظریاتی کونسل میں بارہا زیر غور آیا ہے۔ کونسل نے اس پر ۸۴-۱۹۸۳ء اور ۰۱-۲۰۰۰ء میں تفصیلی بحث کی ہے۔ کونسل نے مختلف انسانی اعضا جیسا کہ گردے اور آنکھ کے قرنیہ کی پیوند کاری سے متعلق سفارشات تیار کی ہیں۔ علاوہ ازیں اسلامی نظریاتی کونسل اس سلسلے میں باقاعدہ مسودہ قانون تیار کر کے حکومت کو ارسال بھی کر چکی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے علاوہ اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا)، مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) اور ہیئۃ کبار العلماء (سعودی عرب) بھی اس حوالے سے

* سینئر ریسرچ آفیسر، اسلامی نظریاتی کونسل gdshaheencii@gmail.com .

** ریسرچ آفیسر، اسلامی نظریاتی کونسل truth.rashid@gmail.com .

قراردیں پاس کر چکی ہے۔ حکومت پاکستان بھی اس سلسلے میں ۱۸ مارچ ۲۰۱۰ء میں “Transplantation of Human Organs and Tissues Act, 2010” کے نام سے پارلیمنٹ میں قانون سازی کر چکی ہے، جبکہ ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۷ء کو اس ایکٹ میں سینٹ میں ترمیم بھی پیش کی گئی۔

اس مقالے میں کونسل میں “انسانی اعضا کی پیوند کاری” کے حوالے سے ہونے والی کارروائی و سفارشات، اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا)، مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) اور ہیئۃ کبار العلماء (سعودی عرب) کی جانب سے پیش کی جانے والی قراردادوں کا تقابلی و تنقیدی جائزہ لیا جائے گا، نیز پاکستان میں رائج الوقت قوانین کا کونسل کی سفارشات کے ساتھ موازنہ بھی کیا جائے گا۔

انسانی اعضا کی پیوند کاری کا مختصر تعارف

اللہ رب العزت نے انسانی جسم کو عین فطرت کے مطابق بنایا ہے یہ بات قابل ذکر ہے کہ اللہ نے انسانی اعضا تمام انسانوں کو مساوات کی بنیاد پر عطا فرمائے ہیں۔ انسانوں میں حسب و نسب، رنگ اور امیر غریب کی تفریق ضرور ہے لیکن اعضا سب کے تقریباً ایک جیسے ہیں۔ اللہ رب العزت نے جہاں قرآن مجید میں اپنی واحدیت سمجھانے کے لئے زمین و آسمان کی مثالیں بیان کی ہیں، وہیں انسان کو اپنے جسم اور اعضا کی طرف متوجہ کرتے ہوئے انسانی تخلیق کو ”احسن“ قرار دیا ہے، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ^(۱)

”انسانی اعضا کی پیوند کاری“ سے مراد کسی زندہ یا مردہ انسان کا عضو کسی دوسرے شخص کے جسم میں لگانا۔ انسانی جسم کا کوئی عضو اگر کسی بیماری، حادثے یا کسی وجہ سے ناکارہ ہو جائے تو کیا اسے تبدیل کر کے اپنا یا کسی اور انسان کا عضو لگایا جاسکتا ہے؟ یہ اس مقالے کا موضوع ہے۔ اعضا کی تبدیلی کو ”اعضا کی پیوند کاری“ کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی انسان حالت حیات میں یا بعد از موت اپنے اعضا کو عطیہ کرنے کی وصیت کر جائے تو اس کی شرعی حیثیت کیا

ہوگی؟ طبی دنیا میں ”اعضا“ کی پیوند کاری کے بڑھتے ہوئے رجحان کے پیش نظر اس موضوع کو شرعی زاویے میں دیکھنا ضروری ہو گیا ہے۔

انسانی اعضا کی پیوند کاری طبی ماہرین کے نزدیک

طبی ماہرین کے نزدیک ٹرانسپلانٹ کی درج ذیل قسمیں ہیں:

1. ایلو ٹرانسپلانٹ: ایک طرح کے جانور مثلاً، بندر سے بندر میں، یا ایک انسان سے دوسرے انسان میں، اعضا کا انتقال؛
2. ہیٹرو ٹرانسپلانٹ: ایک نسل سے دوسری نسل میں اعضا کی منتقلی، مثلاً کتے کا دل بندر میں منتقل کرنا؛
3. آٹو ٹرانسپلانٹ: ایک شخص کا عضو اسی شخص کے جسم میں کسی اور جگہ لگانا؛
4. زینو ٹرانسپلانٹ: کسی جانور کا عضو انسان میں لگانا۔

ٹرانسپلانٹ کی قسمیں

1. زندہ شخص کا عطیہ
 - ا. خونی رشتہ دار کا عطیہ، مثلاً بہن، بھائی، ماں، باپ، اولاد وغیرہ کی طرف سے عطیہ؛
 - ب. غیر خونی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کی طرف سے عطیہ، مثلاً بیوی، دوست، پڑوسی، جو کہ کسی قیمت کے بغیر عطیہ دے۔
2. کسی زندہ شخص کا اپنا گردہ بیچنا؛
3. مردہ شخص کا عطیہ
 - ا. ایسے شخص کی طرف سے عطیہ جس کا دماغ مردہ ہو چکا ہو مگر دل دھڑک رہا ہو (brain dead with beating heart-doner)۔ ایسے لوگ ۱۲ تا ۲۴ گھنٹے میں دل کی حرکت بند ہونے کے بعد عام طور پر مکمل وفات پا جاتے ہیں۔

اس دوران میں جب کہ دماغی موت کی مکمل تشخیص ہو چکی ہوتی ہے تو دل کی دھڑکن بند ہونے سے پہلے (یعنی دوران خون رکنے سے پہلے) ان کے اعضا کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً دماغی چوٹ لگنے کے بعد، حادثہ (ایکسیڈنٹ) کے بعد وغیرہ؛ ب۔ ایسے شخص کی طرف سے عطیہ جس کا دل دھڑکنا بند ہو چکا ہو (Non- heart- beating- doner)۔ عام طور پر ایسی حالت میں اعضا قابل استعمال نہیں رہتے مگر کوشش کے بعد ۵۰ فیصد کے قریب قابل استعمال ہو سکتے ہیں۔

اعضا کی پیوند کاری۔ ایک عام اصول:

- جن اعضا کی منتقلی سے عطیہ دینے والے پر کوئی اثر نہ پڑتا ہو وہ زندہ آدمی دے سکتا ہے، جیسے گردہ۔
- جن اعضا کے دینے سے انسان کی اپنی جان خطرے میں پڑ جائے وہ Cadaveric ٹرانسپلانٹ کے ذریعے لگائے جاتے ہیں۔

ایک مسلمان سرجن کا نقطہ نظر

1. زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی ذات نے ہمیں عقل اور علم عطا کیا ہے جس کو استعمال کر کے انسانی جان کو بچانا انتہائی ضروری ہے، خصوصاً ڈاکٹر کے لیے۔
2. کوئی چیز جو قرآن اور سنت اور اجماع کے دائرے سے نکل جائے جائز نہیں۔
3. موجودہ طبی مسائل میں علمائے دین و طب کو مل کر رائے قائم کرنی پڑے گی کیونکہ معاملات بہت پیچیدہ ہیں۔
4. ٹرانسپلانٹ سرجری کسی بھی دوسری سرجری کی طرح ہے۔ اس میں بذاتہ بربریت، بہیمیت، اذیت، درندگی اور تکریم انسانی کے خلاف ہونے کا کوئی شائبہ (نیت اور عمل دونوں میں)

نہیں۔ یہ واحد طریقہ علاج ہے جو کہ عملی طور پر کسی بھی انسان کو ایک دوسری زندگی عطا کرتا ہے جس میں وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور اس کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتی۔

5. گردہ دینے والے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

6. ایک Cadaveric ڈونیشن سے ۶ انسانوں کی زندگی بچ سکتی ہے (قلب، جگر، لبلبہ، گردوں اور آنکھوں کے عطیہ سے)۔

لہذا:

- ا. Cadaveric ٹرانسپلانٹ کو مکمل قانون کے طور پر رائج کیا جائے، جیسا کہ دیگر اسلامی ممالک میں یہ رائج ہے۔
- ب. اعضاء کی خرید و فروخت کو جرم قرار دیا جائے۔
- ج. Cadaveric ٹرانسپلانٹ سے ملک میں ان لوگوں کو گردوں کی فراہمی کی جاسکے گی جن کا کوئی رشتہ دار واقعی اپنے گردے کا عطیہ نہیں دے سکتا۔ اس سے گردوں کی خرید و فروخت کے کاروبار کا سد باب ہو سکے گا۔⁽²⁾

انسانی اعضا کی پیوند کاری قرآن و سنت کی روشنی میں

اس مسئلے کے حوالے سے فقہائے کرام کے دو نقطہائے نظر ہیں۔ پہلا نقطہ نظر مطلقاً عدم جواز کا ہے، ہندوستان و پاکستان کے قدیم فقہاء اس موقف کے قائل تھے جبکہ دور جدید کے فقہائے کرام چند شرائط کے ساتھ اعضا کی پیوند کاری کے جواز کے قائل ہیں، جو حضرات عدم جواز کے قائل تھے، ان کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

۲- اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ ۲۰۰۰-۲۰۰۱ء، (اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، طبع اول، ۲۰۰۲ء)، ص

عدم جواز کے قائلین کے دلائل:

کسی انسانی عضو کا (خواہ زندہ کا ہو یا مردہ کا) دوسرے انسان کے جسم میں استعمال (معاوضہ کے ساتھ ہو یا بغیر معاوضہ کے) مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر جائز نہیں ہے:

(۱) اس مقصد کے لیے انسانی جسم کی چیر پھاڑ کی جاتی ہے جو کہ مثلہ ہے، اور مثلہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے :

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ جُيُوشَهُ قَالَ: «اُخْرُجُوا بِسْمِ اللَّهِ تَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ، لَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَغْلُوا، وَلَا تُمَكِّلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ، وَلَا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ»⁽³⁾

(۲) کسی زندہ حیوان (جس میں انسان بھی شامل ہے) کے جسم سے اگر کوئی جز الگ کر دیا جائے وہ مردار اور ناپاک کے حکم میں ہو جاتا ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے :

عَنْ أَبِي وَقِيدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ»⁽⁴⁾

عضو کی پیوند کاری کی وجہ سے پوری عمر ایک ناپاک چیز سے جسم انسانی ملوث رہے گا۔

(۳) کسی چیز کو ہبہ کرنے یا عطیہ کے طور پر کسی کو دینے کے لیے یہ شرط ہے وہ شے مال ہو، اور دینے والے کی ملک ہو، اور یہی شرط وصیت کے لیے بھی ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

أَمَّا مَا يَرْجَعُ إِلَى الْوَاهِبِ، فَهُوَ أَنْ يَكُونَ الْوَاهِبُ مِنْ أَهْلِ الْهَبَةِ، وَكَوْنُهُ مِنْ أَهْلِهَا أَنْ يَكُونَ حُرًّا عَاقِلًا بِالْعَمَلِ مَالِكًا لِلْمَوْهُوبِ حَتَّىٰ لَوْ كَانَ عَبْدًا أَوْ مُكَاتَبًا أَوْ مُدَبَّرًا أَوْ أُمًّا وَلَدًا أَوْ مَنْ فِي رَقَبَتِهِ شَيْءٌ مِنَ الرِّقِّ أَوْ كَانَ صَغِيرًا أَوْ مُجَنُونًا أَوْ لَا يَكُونُ مَالِكًا لِلْمَوْهُوبِ لَا يَصِحُّ، هَكَذَا فِي

3- أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل (بيروت: مؤسسة الرسالة، المحقق: شيعب الأرنؤوط وآخرون، الطبعة: 1

لثانية 1999م)، 3/218-

4- أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، (بيروت، دار الكتاب العربي، سنن اشاعت ندارد)، 2/38-

النَّهَائِيَّةُ. وَأَمَّا مَا يَرْجِعُ إِلَى الْمُؤْهُوبِ فَأَنْوَاعٌ، مِنْهَا: أَنْ يَكُونَ مَوْجُودًا وَقَتَ الْهِبَةِ فَلَا يَجُوزُ هِبَةُ مَا لَيْسَ بِمَوْجُودٍ وَقَتَ الْعَقْدِ ... وَمِنْهَا: أَنْ يَكُونَ مَالًا مُتَقَوِّمًا فَلَا يَجُوزُ هِبَةُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ أَصْلًا كَالْخَرِّ وَالْمَيْتَةِ وَالْدَّمِ وَصَيْدِ الْحَرَمِ وَالْخَنْزِيرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، وَلَا هِبَةُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ مُطْلَقٍ كَأَمِّ الْوَلَدِ وَالْمُدَبَّرِ الْمُطْلَقِ وَالْمُكَاتَبِ، وَلَا هِبَةُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ مُتَقَوِّمٍ كَالْخَمْرِ، كَذَا فِي الْبَدَائِعِ" (5)

فتاویٰ شامی میں ہے:

(وَشَرَّاطُهَا: كَوْنُ الْمُوصِي أَهْلًا لِلتَّمْلِيكِ) فَلَمْ تَجْزِ مِنْ صَغِيرٍ وَمَجْنُونٍ وَمُكَاتَبٍ إِلَّا إِذَا أَضَافَ لِعَتَقِهِ كَمَا سَيَجِيءُ (وَعَدَمُ اسْتِغْرَاقِهِ بِالذِّينِ) لِتَقَدُّمِهِ عَلَى الْوَصِيَّةِ كَمَا سَيَجِيءُ (و) كَوْنُ (الْمُوصَى لَهُ حَيًّا وَقَتَهَا) تَحْقِيقًا أَوْ تَقْدِيرًا لِيَسْمَلَ الْحَمْلَ الْمُوصَى لَهُ فَافْهَمُهُ فَإِنَّ بِهِ يَسْقُطُ إِيرَادُ الشَّرْئِئِلَائِي (و) كَوْنُهُ (غَيْرَ وَارِثٍ) وَقَتَ الْمَوْتِ (وَلَا قَاتِلٍ) وَهَلْ يُشْتَرَطُ كَوْنُهُ مَعْلُومًا. قُلْتُ: نَعَمْ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ سُلْطَانَ وَغَيْرُهُ فِي الْبَابِ الْآتِي (و) كَوْنُ (الْمُوصَى بِهِ قَابِلًا لِلتَّمْلِكِ بَعْدَ مَوْتِ الْمُوصِي) (6)

انسان کو اپنے اعضا میں حق منفعت تو حاصل ہے، مگر حق ملکیت حاصل نہیں ہے، جن اموال و منافع پر انسان کو حق مالکانہ حاصل نہ ہو انسان ان اموال یا منافع کی مالیت کسی دوسرے انسان کو منتقل نہیں کر سکتا۔

(۴) انسانی اعضا و جوارح انسان کے پاس امانت ہیں اور انسان ان کا نگران اور محافظ ہے، اور امین کو ایسے تصرفات کا اختیار نہیں ہوتا جس کی اجازت امانت رکھنے والے نے نہ دی ہو، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وَأَمَّا حُكْمُهَا فَوْجُوبُ الْحِفْظِ عَلَى الْمُودِعِ وَصَيُّورَةُ الْمَالِ أَمَانَةً فِي يَدِهِ وَوُجُوبُ أَدَائِهِ عِنْدَ طَلَبِ مَالِكِهِ، كَذَا فِي الشُّمْنِيِّ" (7)

5- لجنة علماء برئاسة الملك المسلم للهند، الفتاوى الهندية أو الفتاوى المكيرية، (كونه، مكتبه رشيدية، سن

اشاعت ندارد)، ۳/۳۷۷۔

6- محمد أمين بن عمر ابن عابدين شامی، (التوفی: ۱۲۵۲ھ)، رد المحتار على الدر المختار (فتاویٰ شامی)، (بیروت، دار

الفکر، الطبعة: الثانية، ۱۴۱۲ھ - ۱۹۹۲م)، ۶/۶۲۹۔

7- الفتاوى الهندية، ۳/۳۳۸۔

(۵) انسان قابل احترام اور مکرم ہے، اس کے اعضا میں سے کسی عضو کو اس کے بدن سے الگ کر کے دوسرے انسان کو دینے میں انسانی تکریم کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہانے علاج و معالجہ اور شدید مجبوری کے موقع پر بھی انسانی اعضا کے استعمال کو ممنوع قرار دیا ہے، چنانچہ شرح سیر الکبیر میں ہے:

وَالْأَدَمِيُّ مُحْتَرَمٌ بَعْدَ مَوْتِهِ عَلَى مَا كَانَ عَلَيْهِ فِي حَيَاتِهِ. فَكَمَا يَحْرُمُ التَّدَاوِي بِشَيْءٍ مِنَ الْأَدَمِيِّ الْحَيِّ إِكْرَامًا لَهُ فَكَذَلِكَ لَا يَجُوزُ التَّدَاوِي بِعَظْمِ الْمَيِّتِ. قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ»^(۸)

نیز جس طرح کسی زندہ آدمی کے کسی عضو کو لے کر علاج کرنا درست نہیں ہے، اسی طرح کسی مردہ انسان کے عضو سے بھی علاج کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

الْإِنْتِفَاعُ بِأَجْزَاءِ الْأَدَمِيِّ لَمْ يَجْزْ، قِيلَ: لِلنَّجَاسَةِ، وَقِيلَ: لِلْكَرَامَةِ، هُوَ الصَّحِيحُ، كَذَا فِي جَوَاهِرِ الْأَخْلَاطِ^(۹)

یعنی آدمی کے تمام اعضا سے فائدہ اٹھانے کی حرمت اس کی تکریم و احترام کے پیش نظر ہے، تاکہ جس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے مکرم و محترم بنایا ہے لوگ اس کے اعضا و جوارح کو استعمال کرنے کی جسارت نہ کریں۔

(۶) اگر انسانی اعضا کی پیوند کاری کو جائز قرار دیا جائے تو یہ پوری انسانیت کے لیے ایک بڑا خطرہ اور تباہی کا ذریعہ بنے گا، کیوں کہ موجودہ زمانہ کے حالات و ماحول اور معاشرہ میں پھیلی ہوئی بددیانتی کو دیکھتے ہوئے کوئی بعید نہیں کہ لوگ اعضا کی منتقلی کے جواز کے فتوؤں کا بے جا استعمال کرتے ہوئے اسے باقاعدہ ایک کاروبار کی شکل دے دیں اور انہی اعضا کو اپنا ذریعہ معاش بنالیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ:

(1) بازار میں دیگر اشیاء کی طرح انسانی اعضا کی بھی علانیہ ورنہ خفیہ خرید و فروخت شروع ہو جائے گی، جو بلاشبہ انسانی شرافت کے خلاف اور ناجائز ہے؛

-8 محمد بن أحمد السرخسي، شرح السیر الکبیر، (بیروت: الشركة الشرقية للإعلانات، ۱۹۷۱م)، ۸۹/۱۔

-9 الفتاویٰ الہندیہ، ۳۵۴/۵۔

(2) غربت زدہ لوگ اپنا اور بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے اپنے اعضا فروخت کرنا شروع کر دیں گے۔

(3) مردوں کی بے حرمتی اور ان کے ساتھ ظالمانہ رویہ شروع ہو جائے گا، بالخصوص لاوارث مردے اپنے بہت سے اعضا سے محروم ہو کر دنیا سے جایا کریں گے، اور یہ بھی بعید نہیں کہ مال و دلت کے لالچی اور پُجاری مدفون لاشوں کو اکھاڑ کر اپنی ہوس پوری کرنے لگیں، جیسا کہ مختلف ذرائع سے سننے میں آتا رہتا ہے۔

(4) خدا نخواستہ یہ معاملہ بڑھتا رہا تو صرف اپنی موت مرنے والوں تک ہی یہ سلسلہ محدود نہیں رہے گا، بلکہ اس کام کے لیے بہت سے معصوم انسانوں کے قتل کا بازار گرم ہو جانا اور اس مقصد کے لیے اغوا کا شروع ہونا ممکن ہے جو پورے انسانی معاشرے کی تباہی کا اعلان ہے۔ چنانچہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ تحریر فرماتے ہیں:

”انسان کے اعضا و اجزا انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہیں جن میں وہ مالکانہ تصرفات کر سکے، اسی لیے ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضا و جوارح کو نہ بیچ سکتا ہے نہ کسی کو ہدیہ اور ہبہ کے طور پر دے سکتا ہے، اور نہ ان چیزوں کو اپنے اختیار سے ہلاک و ضائع کر سکتا ہے۔ شریعت اسلامیہ کے اصول میں تو خود کشی کرنا اور اپنی جان یا اعضاء ضا کارانہ طور پر یا بقیہ کسی کو دے دینا قطعی طور حرام ہی ہے جس پر قرآن و سنت کی نصوص صریحہ موجود ہیں، تقریباً دنیا کے ہر مذہب و ملت اور عام حکومتوں کے قوانین میں اس کی گنجائش نہیں، اس لیے کسی زندہ انسان کا کوئی عضو کاٹ کر دوسرے انسان میں لگا دینا اس کی رضامندی سے بھی جائز نہیں۔۔۔ شریعت اسلام نے صرف زندہ انسان کے کار آمد اعضا ہی کا نہیں بلکہ قطع شدہ بے کار اعضا و اجزا کا استعمال بھی حرام قرار دیا ہے، اور مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع و برید کو بھی ناجائز کہا ہے، اور اس معاملہ میں کسی کی اجازت اور رضامندی سے بھی اس کے اعضا و اجزا کے استعمال کی اجازت نہیں دی، اور اس میں مسلم و کافر سب کا حکم یکساں ہے؛ کیوں کہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے۔ تکریم انسانی کو شریعت اسلام نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ کسی وقت کسی حال کسی کو انسان کے اعضا و اجزا حاصل کرنے کی طمع دامن گیر نہ ہو، اور اس طرح یہ مخدوم کائنات اور اس کے اعضا عام استعمال کی چیزوں سے بالاتر ہیں جن کو کاٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں اور دواؤں اور دوسرے مفادات میں استعمال کیا جاتا ہے، اس

پرائمہ اربعہ اور پوری امت کے فقہاء متفق ہیں، اور نہ صرف شریعت اسلام بلکہ شرائع سابقہ اور تقریباً ہر مذہب و ملت میں یہی قانون ہے۔“ (10)

انسانی اعضا کی پیوندکاری کے جواز کے دلائل:

انسانی اعضا کی پیوندکاری کے حوالے سے دوسرا نقطہ نگاہ جواز کا ہے، اس کی تائید میں حسب ذیل دلائل پیش کئے جاتے ہیں:-

اولاً: بے شک کتاب و سنت کے دلائل، موت و حیات ہر دو صورتوں میں، وجوب تکرم انسانیت پر دلالت کرتے ہیں مگر بعض حالات مستثنیٰ ہیں اور ان میں بوقت ضرورت مسلمان کا خون بہانا جائز ہے اور موت و حیات ہر دو صورتوں میں انسانی جسم کی قطع و برید بھی، اور یہ جواز اس صورت میں ہوتا ہے جب حاجت و ضرورت کا تقاضا ہو یا کوئی مصلحت پیش نظر ہو۔ مصلحت سے مراد وہ چیز ہے جو مقاصد شریعت کی حفاظت کرے۔ یاد رہے کہ مقاصد شریعت پانچ ہیں:-

(۱) دین (۲) جان

(۳) عقل (۴) نسل اور

(۵) مال کی حفاظت

جو چیز ان اصول خمسہ میں سے کسی کی حفاظت کا ذریعہ بنے وہ مصلحت ہے اور ہر وہ چیز جس سے ان اصول خمسہ میں سے کسی پر زد پڑے وہ مفسدت ہے۔ اس روح شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے علما و فقہاء نے جن اصولوں کا استنباط کیا ہے، ان میں سے ایک مسلمہ اصول یہ ہے کہ:

"الضرورات تبیح المحظورات" (11)

(ضرورت محظور و ممنوع اشیاء کو بھی مباح کر دیتی ہے۔)

ٹائپا: جسم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے تو کیا انسان کو عطاء کردہ دیگر اشیاء اللہ تعالیٰ کی ملکیت نہیں ہیں؟ جس طرح دیگر اشیاء میں انسان کو تصرف کا اختیار ہے۔ اسی طرح اپنے جسم کے بارے میں بھی اسے تصرف اور وصیت کا اختیار حاصل ہے۔

اب ہم اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا)، مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ)، ہیئۃ کبار العلماء (سعودی عرب) کی جانب سے پیش کی جانے والی قراردادوں اور کونسل میں ”انسانی اعضا کی پیوند کاری“ کے حوالے سے ہونے والی کارروائی و سفارشات کا بالترتیب تقابلی و تنقیدی جائزہ لیں گے، بعد ازاں پاکستان میں رائج الوقت قوانین کا کونسل کی سفارشات کے ساتھ موازنہ بھی کیا جائے گا۔

اعضا کی پیوند کاری سے متعلق اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) کا موقف

اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے فقہی سیمینار مورخہ ۱-۳ اپریل ۱۹۸۹ بمقام دہلی میں اعضا کی پیوند کاری سے متعلق درج ذیل قرارداد منظور کی:

1. کسی انسان کا کوئی عضو ناکارہ ہو چکا ہو اور اس عضو کے عمل کو آئندہ جاری رکھنے کے لئے کسی متبادل کی ضرورت ہو تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے:

أ. الف۔ غیر حیوانی اجزا کا استعمال؛

ب. ایسے جانوروں کے اعضا کا استعمال جن کا کھانا شرعاً جائز ہے اور جو بطریقہ شرعی ذبح کئے گئے ہوں؛

ج. جان کی ہلاکت یا عضو کے ضائع ہونے کا قوی خطرہ ہو اور اس مطلوبہ عضو کا بدل صرف ایسے جانوروں میں ہی مل سکتا ہے جن کا کھانا حرام ہے، یا حلال تو ہے لیکن بطریق شرعی ذبح نہیں کئے گئے ہیں، تو ایسی صورت میں ان غیر ماکول اللحم یا ماکول

اللحم مگر غیر مذبح جانوروں کے اعضا کا استعمال جائز ہے۔ اور اگر جان یا عضو کی ہلاکت کا شدید خطرہ نہ ہو تو خنزیر کے اجزا کا استعمال جائز نہیں۔

2. اسی طرح ایک انسان کے جسم کا ایک حصہ اسی انسان کے جسم میں بوقت حاجت استعمال کیا جانا جائز ہے۔

3. اعضا انسانی کا فروخت کرنا حرام ہے۔

4. اگر کوئی مریض ایسی حالت میں پہنچ جائے کہ اس کا کوئی عضو اس طرح بے کار ہو کر رہ گیا ہے کہ اگر اس عضو کی جگہ کسی دوسرے انسان کا عضو اس کے جسم میں پیوند نہ کیا جائے تو قوی خطرہ ہے کہ اس کی جان چلی جائے گی اور سوائے انسانی عضو کے کوئی دوسرا متبادل اس کمی کو پورا نہیں کر سکتا، اور ماہر قابل اعتماد اطباء کو یقین ہے کہ سوائے عضو انسانی کی پیوند کاری کے کوئی راستہ اس کی جان بچانے کا نہیں ہے، اور عضو انسانی کی پیوند کاری کی صورت میں ماہر اطباء کو ظن غالب ہے کہ اس کی جان بچ جائے گی اور متبادل عضو انسانی اس مریض کے لئے فراہم ہے تو ایسی ضرورت، مجبوری اور بے کسی کے عالم میں عضو انسانی کی پیوند کاری کرا کر جان بچانے کی تدبیر کرنا مریض کے لئے مباح ہوگا۔

5. اگر کوئی تندرست شخص ماہر اطباء کی رائے کی روشنی میں اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اگر اس کے دو گردوں میں سے ایک گردہ نکال لیا جائے تو بظاہر اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور وہ اپنے رشتہ دار مریض کو اس حال میں دیکھتا ہے کہ اس کا خرب گردہ اگر نہیں بدلا گیا تو بظاہر حال اس کی موت یقینی ہے اور اس کا کوئی متبادل موجود نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس کے لئے جائز ہوگا کہ وہ بلا قیمت اپنا ایک گردہ اس مریض کو دے کر اس کی جان بچالے۔

6. اگر کسی شخص نے ہدایت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعضا پیوند کاری کے لئے استعمال کئے جائیں، جسے عرف عام میں وصیت کہا جاتا ہے، از روئے شرع اسے اصطلاحی طور پر وصیت نہیں کہا جاسکتا اور ایسی وصیت اور خواہش شرعاً قابل اعتبار نہیں۔⁽¹²⁾

اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے مطابق زندہ انسان اپنا عضو بوقتِ ضرورت اپنے جسم کے دوسرے حصے میں لگا سکتا ہے، اس طرح بوقتِ حاجت بلا قیمت مخصوص صورتوں میں دوسرے انسان کو بھی اپنا عضو فراہم کر سکتا ہے، لیکن اگر کوئی اپنا عضو مرنے کے بعد پیوند کاری کی غرض سے عطیہ کرنا چاہے، تو ایسی وصیت شرعاً قابل اعتبار ہے، اور بعد از موت پیوند کاری ناجائز ہے۔ بہتر ہوتا اگر اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) توسع اختیار کرتے ہوئے عند الضرورة بعد از موت بھی پیوند کاری کی اجازت دیتی۔

اعضا کی پیوند کاری سے متعلق ہیئۃ کبار العلماء (سعودی عرب) کا موقف

ہیئۃ کبار العلماء (سعودی عرب) نے اپنے اجلاس منعقدہ مئی ۱۹۸۹ء میں اعضا کی پیوند کاری سے متعلق جو قرارداد⁽¹³⁾ منظور کی اس کا خلاصہ چند نکات کی صورت میں یہ ہے:

1. اگر عضو عطیہ کرنے والا اپنی زندگی میں اپنے اعضا کی پیوند کاری کی کسی خاص شخص کے لیے یا عمومی طور پر وصیت کرے، اس صورت میں وصیت صحیح ہوگی اور یہ مسئلہ کے زمرے میں نہیں آئے گی کیونکہ اس صورت میں وہ اپنی رضامندی سے مسلمان بھائی کو اپنے اعضا عطیہ کر رہا ہے؛
2. اگر میت نے اعضا کی پیوند کاری کی وصیت نہیں کی ہے لیکن ورثا میت اس کی موت کے بعد اس کے اعضا کا عطیہ کرنا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے؛

12- بحوالہ ”اسلامی فقہ اکیڈمی، انڈیا“ کی انیشیل ویب سائٹ (www.ifa-india.org)۔

13- الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد، مجلة البحوث الإسلامية

3. تیسری صورت یہ ہے کہ نہ میت نے کوئی وصیت کی ہے اور نہ ہی ورثا میت نے پیوندکاری کی اجازت دی ہے بلکہ ورثا میت نے اعضا عطیہ کرنے سے انکار کیا ہے، اس صورت میں اگر ”ولی المسلمین“ یعنی حکمران چاہے تو مصلحت عامہ کے پیش نظر میت کے اعضا پیوندکاری کے لیے استعمال کر سکتا ہے؛
4. زندہ انسان کا خون یا کوئی عضو اس صورت میں پیوندکاری کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے اگر وہ خود عطیہ کرنے پر راضی ہو۔

ھیئۃ کبار العلماء کا موقف درج ذیل وجوہات کی بناء پر محل نظر ہے:

ا. ہیئۃ کبار العلماء کے موقف میں حد سے زیادہ توسع ہے، اس میں انتہائی تفریط سے کام لیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہیئۃ کبار العلماء کے نزدیک اگر میت نے اعضا کی پیوندکاری کے لیے وصیت نہ کی ہو اور نہ ہی ورثا میت نے اس کی اجازت دی ہو بلکہ صراحتاً انکار کیا ہو، اس صورت میں ”ولی المسلمین“ یعنی حکمران اگر مناسب سمجھے تو اعضا میت کو مصلحت عامہ کے نام پر پیوندکاری کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ ہیئۃ کبار العلماء کے موقف میں شاہی جھلک نظر آرہی ہے، اس کی وجہ بھی شاید وہاں کا شاہانہ طرز حکومت ہے، حکمران کو اتنی چھوٹ دینا ہر گز صحیح نہیں کیونکہ ”اعضا کی پیوندکاری“ کا عمل اصلاً حرام ہے، علما کرام اور فقہا نے اس کی اجازت بوقت ضرورت اور بوقت حاجت دی ہے، اور تمام فقہا اور دیگر فقہی اداروں نے میت کی وصیت اور ورثاے میت میں سے ایک کی اجازت کو بہر صورت لازمی قرار دیا ہے۔ نیز میت کی وصیت کی عدم موجودگی اور ورثا میت کے انکار کے باوجود حکمران کو میت کے اعضا کی پیوندکاری کی اجازت دینے کے بہت سارے مفاسد اور نقصانات ہیں اور اس کے غلط استعمال کا قوی خدشہ ہے؛

ب. ہیئۃ کبار العلماء کے نزدیک اگر میت نے اپنے اعضا کی پیوندکاری کی اجازت نہ دی ہو بلکہ منع کیا ہو تو اس صورت میں ورثا میت اگر مناسب سمجھیں تو میت کے منع کرنے

کے باوجود اس کے اعضا پیوندکاری کے لیے استعمال کر سکتے ہیں، اس میں بھی تمام فقہاء اور فقہی اداروں کی مخالفت کی گئی ہے، کسی فقیہ نے ایسی صورت میں پیوندکاری کی اجازت نہیں دی ہے، نیز اس میں میت کی ایک طرح سے توہین ہے کہ اس کے منع کرنے کے باوجود اس کے اعضا پیوندکاری کے لیے استعمال کئے جائیں۔

ج. ہیئۃ کبار العلماء کا موقف ایک اور وجہ سے بھی قابل اعتراض ہے، کیونکہ دیگر تمام فقہاء

اور فقہی اداروں نے اعضا کی پیوندکاری کی اجازت انفرادی طور پر بوقت ضرورت دی ہے، عمومی اور اجتماعی طور پر کسی نے اجازت نہیں دی ہے، تمام فقہاء اور فقہی اداروں کے برعکس ہیئۃ کبار العلماء نے ایک اجتماعی نظم کے تحت عمومی طور پر اعضا کے عطیہ کی اجازت دی ہے اور اس کے نقصانات اور مفاسد فوائد سے زیادہ ہونے کے قوی امکانات ہیں اور اس صورت میں اس کا غلط استعمال خارج از امکان نہیں؛

د. ہیئۃ کبار العلماء کے قرارداد کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان اپنے اعضا صرف مسلمان کو عطیہ کر سکتا ہے، اس میں غیر مسلم شہریوں کی بھی رعایت رکھنی چاہیے۔ اگر اس پابندی کو برقرار رکھنا ہے تو پھر یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا غیر مسلم کے اعضا مسلمان کو لگائے جاسکتے ہیں؟

اعضا کی پیوندکاری سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) کا موقف

مجلس مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) نے اپنے اجلاس مورخہ ۶ فروری ۱۹۸۸ء میں منظور ہونے والی قرارداد^(۱۴) کا حاصل یہ ہے:

(۱) ایک انسان کے جسم کا ایک عضو اسی انسان کے جسم میں لگانا جائز ہے، لیکن اس بات کو یقینی بنانا ہو گا کہ پیوندکاری کے اس عمل کا فائدہ نقصان سے زیادہ ہو؛

(۲) اجزا / اعضا جو دوبارہ نشوونما پا سکتے ہیں، جیسے خون اور جلد وغیرہ، ان اعضا / اجزا کو

دوسرے انسان کے جسم میں شرعی قواعد و ضوابط کی رعایت کرتے ہوئے لگایا جاسکتا ہے؛

(3) انسان کے جسم کا وہ حصہ جو کسی بیماری کی وجہ سے الگ کر دیا گیا ہو، اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، جیسے آنکھ کا قرنیہ؛

(4) جن اعضا پر انسان کی زندگی کا دار و مدار ہو ان کا دوسرے انسان کو منتقل کرنا حرام ہے جیسے دل؛

(5) زندہ انسان کے جسم سے ایسے اعضا کا منتقل کرنا حرام ہے، جن پر زندگی موقوف تو نہیں ہے، البتہ اس عضو کا اصل مقصد فوت ہو سکتا ہے، جیسے دونوں آنکھوں کے قرنیہ نکالنا؛

(6) اگر کوئی موت کے بعد اپنے کسی عضو کی دوسرے انسان کے لیے وصیت کرے تو اس عضو کا منتقل کرنا جائز ہے، لیکن اگر کوئی لا وارث لاش ملے تو حکومت وقت یا متعلقہ اداروں کی اجازت سے اس کی پیوند کاری جائز ہے؛

(7) جن صورتوں میں اعضا کی منتقلی کی اجازت دی گئی ہے، یہ اجازت ”بلا قیمت اور بلا معاوضہ“ منتقلی کے ساتھ مشروط ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) کی رائے معتدل اور حالات کے موافق ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش (۱۹۸۳-۱۹۸۴ء)

کونسل نے اپنے چودھویں اجلاس منعقدہ بتاریخ ۱۴ فروری ۱۹۸۳ء میں زیر صدارت چیئرمین کونسل جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن اس موضوع پر غور و فکر کرتے ہوئے حسب ذیل فیصلہ کیا:

اس مسئلہ کے تین پہلو ہیں:

(1) کسی شخص کا اپنے عضو جسمانی کا عطیہ کرنا؛

(2) اس عضو کا نکالنا؛ اور

(3) اس عضو کا دوسرے زندہ انسان کے جسم میں پیوند کاری کرنا۔

نمبر (ا) بالا میں مذکورہ مسئلہ کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

- ا. کسی زندہ شخص کا اپنی زندگی میں کسی عضو کا عطیہ؛
 - ب. کسی زندہ شخص کا اپنی زندگی میں یہ وصیت کرنا کہ اس کے مرنے کے بعد وہ عضو اس کے جسم سے نکال کر کسی دوسرے ضرورت مند شخص کو لگا دیا جائے۔
- جہاں تک (الف) میں مذکور صورت کا تعلق ہے، کونسل کے نزدیک کسی زندہ شخص کے جسم سے کوئی عضو اس کی اجازت کے باوجود مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر نکالنا ناجائز ہے۔

- (1) نظام قدرت میں یہ دخل اندازی کے مترادف ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام اعضا اور صلاحیتوں کے ساتھ ایک اکائی کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اس اکائی میں سے کوئی جزء الگ کر لیا جائے تو یہ اکائی مکمل حالت میں باقی نہیں رہتی، بلکہ ناقص رہ جاتی ہے؛
- (2) شریعت کی رو سے انسانی جسم انسان کی ملکیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ودیعت ہے اور انسان کو اس ودیعت میں قطع و برید کا حق حاصل نہیں اور اس بناء پر فقہاء اسلام میں کوئی فقیہ بھی اس عطیہ کو جائز نہیں سمجھتا؛
- (3) زندہ انسانی جسم میں کسی عضو کے قطع کر دینے سے اس جسم کی بحیثیت اکائی صلاحیت کا ردائماً متاثر ہو رہی ہے؛
- (4) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے دو دو اعضا میں سے ایک کا عطیہ دے دینے سے مستقبل میں دوسرے عضو کی ضرورت پڑ سکتی ہے؛
- (5) موجودہ مادی دور میں انسانی اعضا کی خرید و فروخت کا مذموم کاروبار شروع ہو جائے گا جس سے اشرف المخلوقات کا جسم بھی بھیڑ بکریوں کی طرح بکاؤ مال بن کر رہ جائے گا جیسا کہ انسانی خون کا کھلے بندوں کا رو بار ہو رہا ہے اسی طرح پاکستان میں متمول حضرات کی طرف سے یہ اشتہارات آرہے ہیں کہ جو اپنا گردہ دے گا۔ اس کو ایک لاکھ روپیہ معاوضہ دیا جائے گا۔ لہذا سد ذریعہ کے طور پر بھی زندہ انسان کے جسم اور اعضا کو کاروباری تعامل کا موضوع بننے سے روکنا ضروری ہے۔

جہاں تک (ب) میں مذکورہ صورت کا تعلق ہے کسی میت کی وصیت کے مطابق اس کی

موت واقع ہو جانے کے بعد اس کا عضو قطع کیا جاسکتا ہے۔

اس وصیت کی حیثیت اصطلاحی وصیت کی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد موصی (وصیت کرنے والا) شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعضا اس کے کام نہیں آئیں گے اور ان سے کسی دوسرے ضرورت مند مضطر شخص کو فائدہ ہونے کی توقع ہے اگر اس کی اس خواہش کی تکمیل سے دوسرے شخص کو فائدہ حاصل ہو سکے تو اس کی یہ خواہش اس کے مرنے کے بعد پوری کی جاسکتی ہے۔

البتہ اس وصیت کی تعمیل مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ ہوگی۔

ا. یہ کہ وہ عضو موصی کی طرف سے خالصتاً اللہ ہدیہ ہونا چاہیے؛

ب. انتقال کے بعد ورثا میت اس کے جسم سے عضو قطع کرنے کی اجازت متفقہ طور پر دیں۔ اگر کوئی ایک بھی وارث اس پر رضامند نہ ہو تو وہ عضو قطع نہیں کیا جائے گا۔ البتہ کسی لا وارث شخص کی وصیت پر اس کی موت کے بعد اس کی نعش سے کوئی عضو علیحدہ کرنے کے لئے ایسی رضامندی کی ضرورت نہ ہوگی؛

ج. موصی کی وصیت کے مطابق اس کا عضو وثقہ متقی ڈاکٹروں کی اس تصدیق پر قطع کیا جائے گا کہ اس شخص کی موت واقع ہو چکی ہے؛

د. ایک ثقہ متقی مسلمان ڈاکٹر اس نیت سے وہ عضو الگ کرے کہ اس سے کسی ضرورت مند مضطر شخص کو فائدہ پہنچایا جائے؛

ه. کسی مسلمان کا کوئی عضو کسی غیر مسلم کو نہیں لگایا جائے گا۔

مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر مذکورہ عطیہ صرف مرنے کے بعد ہوگا۔

مرنے کے بعد کسی دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لئے نیک ارادے اور نیک خواہش کی بناء پر کسی عضو کو کاٹ کر جدا کرنا مثلہ نہیں کیونکہ وہ احادیث جو مثلہ (شکل بگاڑنے) اور میت کی ہڈی توڑنے (کسر عظم میت) کی ممانعت کی بارے میں آئی ہیں۔ ان میں ممانعت کی علت، بے حرمتی، تحقیر اور ہتک احترام آمیت ہے اور یہاں مرنے کے بعد عضو نکالنے اور پیوند کاری کے سلسلے میں کئے جانے والے عمل جراحی سے میت کی بے حرمتی اور ہتک مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس سے ایک دوسرے انسان کو

حدود شرع میں رہتے ہوئے فائدہ پہنچانا مقصود ہے۔ اس کے سبب جبکہ معطلی کو کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا۔ اس لئے یہاں علت جواز مصلحت انسانی مفاد عامہ، دفع ضرر اور ازالہ مشقت ہے۔

چنانچہ کونسل نے بکثرت رائے فیصلہ کیا کہ مندرجہ بالا شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے انسانی اعضا کی پیوند کاری جائز ہے۔⁽¹⁵⁾

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش (۸۴-۱۹۸۳ء) درج ذیل وجوہ کی بنا پر محل نظر ہے:

اولا: اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش میں بھی اعتدال نظر نہیں آ رہا، کیونکہ کونسل کی اس سفارش کے مطابق اگر کوئی اپنی

زندگی میں اپنا عضو کسی کو عطیہ کرنا چاہے تو اس کی اجازت کے باوجود اس کا عضو نکالنا جائز نہیں ہے۔

ثانیا: اسلامی نظریاتی کونسل کی مذکورہ بالا سفارش کی درج ذیل عبارت محل نظر ہے:

”کسی مسلمان کا کوئی عضو کسی غیر مسلم کو نہیں لگایا جائے گا۔“

کونسل کی وہ سفارشات جو ملک کے شہریوں بشمول غیر مسلم شہریوں سے متعلق ہوں، ان میں غیر مسلم شہریوں کی بھی رعایت رکھنی چاہیے، بہت سے غیر مسلم شہری اپنے اعضا بعد از موت عطیہ کرنے کی وصیت کر جاتے ہیں، نیز بیشتر غیر مسلم شہریوں کو اعضا کی ضرورت پڑ سکتی ہے، کونسل کا یہ کہنا کہ ”کسی مسلمان کا عضو کسی غیر مسلم کو نہیں لگایا جائے گا،“ سمجھ سے بالاتر ہے۔ آخر غیر مسلم بھی پاکستان کے برابر درجے کے شہری ہیں، اعضا کی پیوند کاری میں مسلم و غیر مسلم کی تمیز و تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں تعجب کی بات یہ ہے کہ کونسل نے مسلمان کا عضو کسی غیر مسلم کو لگانے سے تو منع کر دیا ہے، لیکن کیا کسی غیر مسلم کا عضو کسی مسلمان کو لگایا جائے گا؟ اس سلسلے میں کونسل خاموش ہے۔

ثالثا: اسلامی نظریاتی کونسل کو چاہئے کہ وہ لا وارث شخص کی لاش کے حوالے سے بھی قانون سازی کرے،

آیا اس کے اعضا پیوند کاری کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) کے مطابق لا وارث لاش کے لیے حکومت وقت / متعلقہ ادارے اجازت دینے کے مجاز ہیں، بہتر ہوگا کہ اسلامی نظریاتی کونسل اپنی سفارش میں اس نکتے کو شامل کرے۔

رابعاً: کونسل کی سفارش کی درج ذیل عبارت محل نظر ہے:

”انتقال کے بعد ورثا میت اس کے جسم سے عضو قطع کرنے کی اجازت متفقہ طور پر دیں۔ اگر کوئی ایک بھی وارث اس پر رضامند نہ ہو تو وہ عضو قطع نہیں کیا جائے گا۔ البتہ کسی لا وارث شخص کی وصیت پر اس کی موت کے بعد اس کی نعش سے کوئی عضو علیحدہ کرنے کے لئے ایسی رضامندی کی ضرورت نہ ہوگی۔“

گویا کہ کونسل کے نزدیک اگر کوئی اپنی زندگی میں اپنے کسی عضو کے عطیہ کرنے کی وصیت کر جائے تو بعد از موت وصیت قابل عمل تب ہوگی جب میت کے تمام ورثا عضو قطع کرنے کی اجازت دیں، اگر کوئی ایک بھی وارث اس پر رضامند نہ ہو تو عضو قطع نہیں کیا جائے گا۔ میت کے وصیت کرنے کے باوجود عضو قطع کرنے کو ورثا میت کی اجازت سے مشروط کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ اگر شرعاً کوئی قابل اعتراض امر نہ ہو تو میت کی وصیت کا پاس رکھتے ہوئے اس پر عمل کرنا چاہیے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش (۲۰۰۰-۲۰۰۱ء)

کونسل نے اپنے ۱۴۲ ویں اجلاس منعقدہ بتاریخ ۱۴-۱۶ فروری ۲۰۰۱ء میں اس موضوع پر غور و فکر کرتے ہوئے حسب ذیل فیصلہ کیا:

1. کسی عطیہ دینے والے کی زندگی کو خطرہ سے دوچار کیے بغیر کسی دوسرے انسان کی شفا یابی کے لیے انسانی عضو کی پیوند کاری، جبکہ یہی طریق علاج موثر ہو، شرعاً ناجائز نہیں؛
2. کسی انسان کی شفا یابی کے لیے اپنے کسی عضو کے عطیہ کے لیے وصیت کرنا شریعت کی رو سے ناجائز نہیں؛

3. اس پر تمام علما کا اتفاق ہے کہ پیوند کاری کی غرض سے انسانی اعضا کی خرید و فروخت ناجائز ہے؛
4. میت کی وصیت کی عدم موجودگی میں اس کے ورثا کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس کے جسم کا کوئی عضو بطور عطیہ کسی مریض کو دے دیں؛
5. طبی تحقیق کے لیے انسانی لاشوں کی بے حرمتی کی اجازت نہیں دی جاسکتی؛
6. لاوارث لاشوں کے دفن کو یقینی بنایا جائے۔ بالخصوص وہ لاوارث لاشیں جن سے پیوند کاری کی غرض سے اعضا حاصل کر لیے گئے ہوں انہیں پورے اہتمام سے دفن کیا جائے۔ ہسپتالوں اور میڈیکل کالجوں سے ملحق قبرستانوں میں ایسی لاشوں کے لیے جگہ مختص ہونی چاہیے، اور وہاں یہ لکھا جائے ”یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعضا انسانیت کی خدمت کے کام آئے۔“ وزارت قانون کو لاوارث میتوں کی عزت و احترام سے تدفین کو یقینی بنانے کے لیے قانون سازی کرنی چاہیے۔⁽¹⁶⁾

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش (۲۰۰۱-۲۰۰۰ء) مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر محل نظر ہے:

- الف:** کونسل کی سفارش ہذا گذشتہ سفارش ۸۴-۱۹۸۳ء سے متعارض ہے، کیونکہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے مطابق کوئی انسان حالت حیات میں اپنا عضو کسی اور انسان کو عطیہ نہیں کر سکتا، جب کہ ۲۰۰۰-۰۱ء کی سفارش کے مطابق اس کی اجازت ہے۔
- ب:** کونسل نے لاوارث لاشوں میں پیوند کاری کے لئے مجاز اتھارٹی کی اجازت کا ذکر نہیں کیا ہے، درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو:

”لاشوں کے دفن کو یقینی بنایا جائے۔ بالخصوص وہ لاوارث لاشیں جن سے پیوند کاری کی غرض سے اعضا حاصل کر لیے گئے ہوں انہیں پورے اہتمام سے دفن کیا جائے۔“

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کونسل لاوارث لاشوں کی پیوند کاری کا قائل ہے۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ لاوارث لاشوں کی پیوند کاری کی اجازت کس سے لی جائے گی۔ کیونکہ کونسل نے اپنی سفارش ۸۴-۱۹۸۳ء میں میت کی وصیت کے باوجود اعضا کی منتقلی کے لیے ورثا کی رضامندی و اجازت کو ضروری قرار دیا تھا۔ کونسل کی اس سفارش میں لاوارث لاش میں پیوند کاری کی اجازت کے حوالے سے مجاز اتھارٹی کی صراحت تو نہیں کی گئی ہے لیکن کونسل کی جانب سے اسی سال (۲۰۰۰-۲۰۰۱ء) حکومت کو ارسال کردہ مسودے کی شق نمبر ۵ کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ لاوارث لاش میں بغیر کسی کی اجازت کے پیوند کاری کی جاسکتی ہے:

4. Removal of organs of certain dead bodies.-

(1) Where a dead body is found as a result of an accident, trauma or in similar circumstances and is not identified nor claimed for burial by any relative, an autopsy of the dead body shall be carried out for examination and determination if the organs of such dead body were qualified, healthy and suitable for transplantation to another person.

لاوارث لاشوں میں پیوند کاری کی اس طرح کھلی اجازت بہت سے مفاسد کا راستہ کھول لے گی، بہتر ہو گا کہ اسلامی نظریاتی کونسل، مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) کی طرز پر لاوارث لاشوں میں پیوند کاری کو ”حکومت وقت“ کی اجازت سے مشروط کر دے۔

ج: مذکورہ بالا نقل کردہ عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ کونسل لاوارث لاشوں میں پیوند کاری کا قائل ہے، اب اجازت کون دے گا؟ اس کا کونسل کی سفارش ۰۱-۲۰۰۰ء یا کونسل کے مرتب کردہ مسودے میں کہیں ذکر نہیں ہے، جبکہ کونسل کی اسی سفارش کی شق نمبر ۴ میں ہے کہ میت کی وصیت کی عدم موجودگی میں ورثا کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس کے جسم کا کوئی عضو بطور عطیہ کسی مریض کو دے دیں۔ اس سفارش کی ”شق نمبر ۴“ اور ”شق نمبر ۶“ میں تناقض ہے، بایں معنی کہ ”شق نمبر ۴“ میں میت کی وصیت کی عدم موجودگی میں ورثا کی اجازت کو ناکافی قرار دیتے ہوئے اعضا کی منتقلی کی اجازت نہیں دی گئی ہے جبکہ شق نمبر ۶ میں میت کی وصیت اور ورثادوں کی عدم موجودگی کے باوجود لاوارث لاش کی پیوند کاری کی اجازت دی گئی ہے۔ کونسل کے انسانی اعضا کی پیوند کاری سے متعلق مرتب کردہ مسودہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ لاوارث لاشوں میں بنا کسی کی اجازت

کے پیوند کاری کی جاسکتی ہے۔

د: اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی گذشتہ سفارش ۸۴-۱۹۸۳ء میں قرار دیا تھا کہ میت کی وصیت کی صورت میں بھی تمام ورثا کا عضو کے قطع/منتقل کرنے پر متفق ہونا ضروری ہے، جبکہ کونسل کی اس سفارش ۱۰۱-۲۰۰۰ء کے مطابق میت کی وصیت کی عدم موجودگی میں ورثا کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس کے جسم کا کوئی عضو بطور عطیہ کسی مریض کو دے دیں۔ گذشتہ سفارش میں ورثا کی اجازت کو زیادہ اہم قرار دیتے ہوئے میت کی وصیت کے باوجود اعضا کی منتقلی کو ان کی اجازت سے مشروط کر دیا گیا تھا، جبکہ اس سفارش میں میت کی وصیت کو اہم قرار دیا گیا ہے، بایں معنی کہ اگر میت نے وصیت نہیں کی ہے تو ورثا کو حق نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی عضو بطور عطیہ کسی کو دے دیں۔ میرے خیال سے میت کی وصیت اور ورثا کی اجازت دونوں کی اپنی جگہ اہمیت ہے، بہتر ہوگا کہ میت کی وصیت اور ورثا کی اجازت دونوں میں سے ایک کی موجودگی کو کافی قرار دیا جائے اور اختلاف کی صورت میں میت کی وصیت کو ترجیح دی جائے۔

انسانی اعضا کی پیوند کاری سے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کے مرتب کردہ مسودہ قانون پر ایک نظر

انسانی اعضا کی پیوند کاری سے متعلق کونسل نے جو مسودہ قانون⁽¹⁷⁾ پیش کیا ہے اس سے متعلق ہماری رائے یہ ہے:

1. اسلامی نظریاتی کونسل کے مسودے کی دفعہ نمبر ۳ میں پیوند کاری کی وصیت کے لیے ۱۸ سال کی حد مقرر کی گئی ہے، اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، اس کے لیے کوئی ٹھوس بنیاد اور مضبوط وجہ ہونی چاہیے، کیونکہ ۱۸ سال سے کم عمر والا بھی اس قسم کی وصیت کرنے کا اہل ہے؛

2. کونسل کے مرتب کردہ مسودے کی دفعہ نمبر ۴ میں لاوارث لاش میں پیوند کاری کو کسی مجاز اتھارٹی کی اجازت سے مشروط نہیں کیا گیا ہے، جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لاوارث لاش میں پیوند کاری کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں، کونسل کو چاہیے

کہ وہ اس حوالے سے حکومت کو ایک کمیٹی بنانے کی تجویز دے، جو لا وارث لاش میں پیوند کاری کی منظوری دے گی، جیسا کہ مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) نے اسے ”حکومت وقت“ کی اجازت سے مشروط کر دیا ہے؛

3. مسودہ ہذا کے دفعہ نمبر ۵ میں ہے کہ لا وارث لاشوں کو پیوند کاری کے بعد اسلامی تعلیمات کے مطابق قابل احترام طریقے سے دفن کیا جائے۔ اس دفعہ میں مسلم وغیر مسلم دونوں کو شامل کرنا چاہیے، کیونکہ غیر مسلم بھی مسلمانوں کی طرح اس ملک کے شہری ہیں، وہ بھی اپنے اعضا کی پیوند کاری کی وصیت کر سکتے ہیں، نیز ان کی تدفین ان کے مذہبی رسوم کے مطابق ہونی چاہیے؛

4. دفعہ نمبر ۶ میں ”ایویلویشن کمیٹی“ کا ذکر ہے، اس کمیٹی میں ایک معروف عالم دین کو بھی شامل کرنا چاہیے تاکہ وہ اس پورے عمل کی نگرانی میں شریک ہو؛ اور

5. دفعہ نمبر ۱۱ میں ”پالیسی اینڈ مانیٹرنگ بورڈ“ تشکیل دینے کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں ایک عالم دین کی شمولیت بے حد ضروری ہے تاکہ وہ اس عمل میں خلاف شرع امور کی روک تھام کرے۔

انسانی اعضا کی پیوند کاری سے متعلق موجودہ قانون پر نقد

انسانی اعضا کی پیوند کاری سے متعلق پاکستان کا موجودہ قانون وہی ہے جو ۲۰۱۰ میں بنایا گیا ہے۔ اس قانون کی دفعہ نمبر ۳ میں کونسل کے مسودے کی طرح حکومت کی جانب سے تیار کردہ قانون میں بھی اعضا عطیہ کرنے والے کے لیے ۱۸ سال کی حد مقرر کی گئی ہے، جس کی کوئی معقول وجہ بظاہر نہیں ہے۔ دفعہ نمبر ۵ میں ”ایویلویشن کمیٹی“ بنانے کا ذکر ہے، اس کمیٹی میں ایک عالم دین کی شمولیت ضروری ہے تاکہ وہ پیوند کاری کے سارے عمل کی شرعی طریقے اور شرائط کے مطابق انجام دہی کو یقینی بنائے۔ دفعہ نمبر ۸ میں مانیٹرنگ اتھارٹی تشکیل دینے کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں ایک عالم دین کی شمولیت بے حد ضروری ہے تاکہ وہ اس عمل میں خلاف شرع امور کی روک تھام کرے۔ دفعہ نمبر ۱۱ (۴) میں ہے کہ وفاقی حکومت، مانیٹرنگ اتھارٹی کے مشورے سے ایک فنڈ قائم کرے گی، جس میں وفاقی و صوبائی حکومتوں کی جانب سے گرانٹز اور این جی اوز کی جانب سے رقوم بصورت عطیات وصول کیے

جائیں گے۔ این جی اوز کی جانب سے عطیات کی صورت میں رقوم کی وصولی قابل اعتراض امر ہے، اس سے مانیٹرنگ اتھارٹی کی خود مختاری کے حوالے سے شکوک پیدا ہوں گے اور اس طرح کی فنڈنگ کے نتیجے میں مفاسد اور شرعی خلاف ورزیوں کا پیدا ہونا خارج از امکان نہیں۔ دفعہ ۱۶ میں ہے کہ اگر وفاقی حکومت یا کسی بھی شخص کی جانب سے اس ایکٹ کی روشنی میں ”نیک نیتی“ سے اٹھائے گئے اقدامات سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے تو وفاقی حکومت یا اس شخص کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ اسلام بھی نیک نیتی سے کیے گئے افعال پر مواخذہ نہیں کرتا تاہم شریعت میں سرکاری امور کی بددیانتی کے ساتھ انجام دہی کو قابل معافی نہیں سمجھا گیا۔ کیونکہ اسلام میں لوگوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے ذمہ دار سرکاری عمال کو ٹھہرایا گیا ہے اس لیے نیک نیتی سے کیے گئے بعض افعال کو قانونی کارروائی سے مستثنیٰ قرار دینے کے باوجود بے ایمانی سے کیے گئے ایسے افعال کی بابت جن کے نتیجے میں دوسروں کا نقصان ہو جائے، کوئی تحفظ نہیں دینا چاہیے،⁽¹⁸⁾ حدیث مبارکہ میں ہے:

فان دماءکم واموالکم وأعراضکم علیکم حرام، کحرمة یومکم هذا، فی بلدکم هذا، فی شہرکم هذا۔⁽¹⁹⁾

(بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کا دن، یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہے۔)

نتائج و تجاویز:

(1) انسانی اعضا کی پیوند کاری کے حوالے سے علما کرام کے دو نقطہائے نظر ہیں، ہندوستان و پاکستان کے قدیم فقہاء اس کے عدم جواز کے قائل تھے، جبکہ دور جدید کے علما کرام اور معاصر فقہی اداروں نے بوقت ضرورت شرائط کے ساتھ اعضا کی پیوند کاری کی اجازت دی ہے؛

18- اسلامی نظریاتی کونسل، فائنل رپورٹ بسلسلہ جائزہ قوانین تا ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، طبع اول، ۱۹۹۸ء، ص ۲۱۔

19- محمد بن إسماعیل أبو عبد الله البخاري، صحيح البخاري (بيروت: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، المحقق: الناصر، محمد زهير بن ناصر، ۱۴۲۲ھ، ۱/۳۷)۔

(2) اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے بوقت ضرورت حالت حیات میں اعضا کی پیوند کاری کی اجازت دی ہے لیکن بعد از موت پیوند کاری سے منع کیا ہے، یہاں تک کہ اگر میت نے اپنے اعضا کے پیوند کاری کے لیے استعمال کرنے کے حوالے سے وصیت کی ہو تو ایسی وصیت کو شرعاً ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے؛

(3) اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے افراط سے کام لیتے ہوئے بہت شدت اختیار کی ہے، بہتر ہوتا اگر اسلامی فقہ اکیڈمی اس میں قدرے توسیع سے کام لیتے ہوئے بعد از موت عند الضرورة وصیت کی موجودگی یا ورثامیت کی اجازت کی صورت میں پیوند کاری کی اجازت دیتی؛

(4) ہیئۃ کبار العلماء (سعودی عرب) نے اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے برعکس انتہائی تفریط سے کام لیتے ہوئے اس نازک اور حساس مسئلے میں نہایت توسع اختیار کیا ہے، چنانچہ ہیئۃ کبار العلماء کے نزدیک اگر میت نے اعضا کی پیوند کاری کے حوالے سے کوئی وصیت ہی نہ کی ہو یا میت نے اپنے اعضا پیوند کاری کے عمل کے لئے استعمال نہ کرنے کی وصیت کی ہو اور ورثائے میت، میت کے اعضا پیوند کاری کے لئے استعمال کرنا چاہیں تو اس صورت میں ہیئۃ کبار العلماء نے میت کی خواہش کا اعتبار نہ کرتے ہوئے پیوند کاری کی اجازت دی ہے۔ ہیئۃ کبار العلماء کے نزدیک اگر میت نے اپنی زندگی میں اعضا کی پیوند کاری کی اجازت نہ دی ہو اور نہ ہی ورثائے میت نے اس کی اجازت دی ہے، بلکہ ورثائے میت کے لئے اجازت نہ دینے پر مصر ہیں، ایسی صورت میں ”ولی المسلمین“، یعنی حکمران اگر مناسب سمجھے تو مصلحت عامہ کے پیش نظر میت کے اعضا کو پیوند کاری کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ حکمران کو اتنی چھوٹ دینا ہر گز صحیح نہیں ہے، اعضا کی پیوند کاری کا عمل اصلاً حرام ہے، علمائے کرام اور فقہاء نے اس کی اجازت عند الضرورة دی ہے، نیز فقہاء اور دیگر فقہی اداروں نے جہاں کہیں اس کی اجازت دی ہے تو وہاں میت کی وصیت اور ورثائے میت کی اجازت میں سے ایک کو بہر صورت لازمی قرار دیا ہے، مزید برآں! حکمرانوں کو اس معاملے میں اتنی چھوٹ دینے کے بہت سارے نقصانات و مفسدات ہیں اور اس کے غلط استعمال کا قومی امکان ہے۔

(5) اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش (۸۴-۱۹۸۳ء) کئی وجوہ سے محل نظر ہے۔ کونسل کے نزدیک زندہ انسان کی اجازت کے باوجود اس کا عضو پیوند کاری کے عمل کے لئے نہیں نکالا جاسکتا۔ نیز کونسل نے اعضا کی پیوند کاری کے عمل میں مسلم و غیر مسلم کے درمیان تفریق کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی مسلمان کا عضو کسی غیر مسلم کو نہیں لگایا جائے گا۔ مسلمانوں کی طرح غیر مسلم بھی اس ملک کے شہری ہیں، انہیں بھی اعضا کی ضرورت پڑ سکتی ہے، تعجب کی بات یہ ہے کہ کونسل نے مسلمان کا عضو غیر مسلم کو لگانے سے منع کیا ہے، لیکن کیا غیر مسلم کا عضو مسلم کو لگایا جائے گا؟ اس سلسلے میں کونسل خاموش ہے۔ مزید برآں کونسل کے نزدیک اگر میت نے پیوند کاری کی وصیت کی ہو لیکن ورثا میت اس پر راضی نہ ہوں تو ایسی صورت میں وہ عضو قطع نہیں کیا جائے گا، میت نے وصیت کی ہو تو پھر اس کی ممانعت نہیں ہونی چاہیے، بلکہ میت کی خواہش کا پاس رکھتے ہوئے پیوند کاری کی اجازت دینی چاہیے؛

(6) اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش (۲۰۰۰-۰۱ء)، گذشتہ سفارش (۸۴-۱۹۸۳ء) سے متعارض ہے، گذشتہ سفارش میں حالت حیات میں اعضا کی منتقلی و عطیہ کو ممنوع قرار دیا گیا تھا، جبکہ اس سفارش کے مطابق حالت حیات میں اعضا عطیہ کرنے کی اجازت ہے۔ اس طرح کونسل نے لاوارث لاشوں میں پیوند کاری کے حوالے سے مجاز اتھارٹی کی اجازت کا ذکر نہیں کیا ہے، تاہم کونسل کی سفارش کی عبارت سے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، اس طرح کی کھلی اجازت بہت سے مفاسد کا راستہ کھول لے گی؛

(7) اسلامی نظریاتی کونسل کا اعضا کی پیوند کاری سے متعلق مرتب کردہ مسودہ قانون کافی حد تک بہتر ہے، لیکن اس میں مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) کی قرارداد کی روشنی میں مزید بہتری کی ضرورت ہے، اس مسودہ قانون میں بھی کونسل نے لاوارث لاشوں میں پیوند کاری کے حوالے سے مجاز اتھارٹی کی اجازت کا ذکر نہیں کیا ہے، تاہم کونسل کی سفارش کی عبارت سے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، اس طرح کھلی اجازت دینے کے بہت سارے نقصانات ہیں، اور اس کا غلط استعمال خارج از امکان نہیں،

نیز اس مسودے کی دفعہ نمبر ۶ میں ”ایویلویشن کمیٹی“ کا ذکر ہے جبکہ دفعہ نمبر ۱۱ میں ”پالیسی اینڈ مانیٹرنگ بورڈ“ کا ذکر ہے، ان دونوں میں ایک عالم دین کی شمولیت بے حد ضروری ہے تاکہ وہ اعضا کی پیوندکاری کی شرعی قواعد کے مطابق انجام دہی کو یقینی بنائے؛

(8) اعضا کی پیوندکاری سے متعلق ملک کے موجودہ قانون میں بھی کئی خامیاں ہیں، اس قانون کی دفعہ نمبر ۱۶ میں درج ہے کہ اگر وفاقی حکومت یا کسی بھی شخص کی جانب سے اس ایکٹ کی روشنی میں ”نیک نیتی“ سے اٹھائے گئے اقدامات سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے تو وفاقی حکومت یا اس شخص کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ اسلام بھی نیک نیتی سے کئے گئے افعال پر مواخذہ نہیں کرتا، تاہم شریعت میں سرکاری امور کی بددیانتی کے ساتھ انجام دہی کو قابل معافی نہیں سمجھا گیا ہے۔ نیز اس قانون کی دفعہ نمبر ۵ میں ”ایویلویشن کمیٹی“ جبکہ دفعہ نمبر ۱۱ (۴) میں ”مانیٹرنگ اتھارٹی“ کا ذکر ہے، ان دونوں میں ایک عالم دین کو شامل کرنا چاہیے تاکہ وہ اعضا کی پیوندکاری کے عمل میں خلاف شرع امور پر نظر رکھے؛

(9) مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) کے نزدیک اعضا کی پیوندکاری کے عمل کو اپنے جسم اور دوسرے انسان کے جسم کے لیے بوقت ضرورت اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی اپنی زندگی میں اپنے اعضا کی پیوندکاری کے حوالے سے وصیت کرے تو اسکی بھی گنجائش ہے، نیز لا وارث لاش ملنے کی صورت میں حکومت وقت پیوندکاری کی اجازت دینے کی مجاز ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) کی رائے میں نہ افراط ہے اور نہ تفریط، بلکہ اعتدال پر مبنی اور حالات کے موافق ہے۔